تذکرۂ شیخ ولی حسن ٹونکی

نور اللہ مرقدہ

رشحات قلم:

امیر المجاہدین حضرت اقدس مولانا

محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العالمین کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں......اور اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ ہمارے شیخ مرشد اور مربّی حضرت اقدس مفتی ولی حسن صاحبؒ کے علمی جواہر پارے منظر عام پر آنا شروع ہوگئے ہیں.....کراچی سے میرے ایک بہت مخلص دوست، بزرگ اور ہم مشرب ساتھی نے حضرتؒ سے متعلق تین کتابیں بھجوائی ہیں.....اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطاء فرمائے......ان تین کتابوں میں سے دو کو دیکھ کر تو بے حد خوشی ہوئی......پہلی کتاب ہمارے حضرت کی شاہکار تصنیف ''فتنۂ انکار حدیث'' ہے......لندن میں قائم ''ختم نبوت اکیڈمی'' نے نئی کتابت اور عمدہ طباعت کے ساتھ اس علمی تحفے کو شائع کیا ہے......اور ماشاء اللہ وہ اس قیمتی کتاب کو مفت تقسیم کر رہے ہیں...... یہ کتاب ہمارے حضرت کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت ہے......منکرین حدیث خواہ چکڑالوی ہو یا غلام احمد پرویز یا نیلام گھر والا طارق عزیز...... یہ سب مسلمانوں کے مجرم ہیں......حضرتؒ نے ان کا علمی محاسبہ فرمایا ہے......اور مسلمانوں کو اپنے اندر ''دینی غیرت'' پیدا کرنے کی دعوت دی ہے......آہ دینی غیرت! جی ہاں مسلمانوں کا وہ ایمانی سرمایہ جس سے بہت سے دیندار کہلانے والے مسلمان بھی محروم ہوتے چلے جارہے ہیں...... دوسری کتاب حضرتؒ کے خود تحریر فرمودہ مضامین کا مجموعہ ہے...... اللہ اکبر کبیرا...... کتاب کیا ہے علم، ادب، تحقیق، نصیحت......اور دینی غیرت کا ایک شاہکار ہے......القلم کے تمام قارئین اور قارئات ......خصوصاً علماء کرام اور طلبہ کرام کو فوراً اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے......اور دوسرے مسلمانوں تک بھی یہ شاندار تحفہ پہنچانا چاہئے......آپ یقین جانئے آپ کو اس کتاب میں بہت کچھ ملے گا...... یہ کتاب مولانا فصیح احمد صاحب نے ترتیب دی ہے......۴۸۳ صفحات پر مشتمل یہ علمی ذخیرہ حضرتؒ کے تقریباً بتیس اہم مضامین اور فتاویٰ پر مشتمل ہے......اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو دیگر صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ لکھنے کی صلاحیت بھی خوب عطاء فرمائی تھی......آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے تھے تو معلومات اور نصیحت کا ایک دریا بہا دیتے تھے...... یہ سچ ہے کہ حضرتؒ نے بہت زیادہ نہیں لکھا...... یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی......الحمدللہ ہمارے حضرت ایک شخصیت ساز کارخانہ تھے......انہوں نے اپنے دل کے ایمان اور قوت سے دین کا بہت کام کیا...... انہوں نے ہزاروں ایسے شاگرد چھوڑے جن میں سے بعض بڑے مصنف بھی بنے......آج حضرتؒ کے شاگردوں کی تصانیف سینکڑوں سے متجاوز ہیں......ملک کے بڑے بڑے دینی مدارس کے شیوخ الحدیث حضرتؒ کے شاگرد ہیں......اور حضرتؒ کے شاگرد جہاد سمیت دین کے اہم شعبوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں......

زیادہ تصانیف کوئی ایسا کمال نہیں ہے جس کو معیار بنا کر......کسی مقبول انسان پر تنقید یا تحسُّر کا بازار گرم کیا جائے......اللہ پاک اپنے مقبول بندوں سے جس طرح سے چاہتا ہے کام لیتا ہے......حضرتؒ نے علم دین پڑھایا......اور ماشاء اللہ خوب پڑھایا......آپ کا ترمذی کا سبق ایسا تھا کہ آپ سے بڑے اکابر اس کی تمنا کرتے تھے کہ ہم حضرت مفتی صاحبؒ سے ''ترمذی'' پڑھیں......آپ کا ہدایہ ثالث کا سبق شہرہ آفاق تھا......آپ فقیہ النفس تھے......آپ کا حلقۂ ارشاد ایک چلتا پھرتا بادل تھا جو موسلا دھار برستا تھا......اور آپ کی دینی غیرت ایک ایسی صفت

تھی جس نے زندہ دل علماء اور مجاہدین پیدا فرمائے...... حضرت کو ’’دنیادار‘‘ بننے کے بے شمار مواقع ملے مگر آپ کو زیادہ مالداری سے گھن اور نفرت تھی...... آپ نے دنیاداری کے دریا میں اپنے کپڑوں کو تر نہیں ہونے دیا...... آپ میں ’’تواضع‘‘ تھی جو آج ڈھونڈنے سے نہیں ملتی...... آج کے دینداروں کی ’’اکڑ‘‘ اور ’’ذوق پرستی‘‘ نے ماحول کو آلودہ کر رکھا ہے...... ہمارے حضرت دینی تحریکوں کے بے لوث حامی تھے...... ان سے ملنا آسان تھا...... اور ان سے استفادہ کرنا اس سے بھی زیادہ آسان تھا...... پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ...... آپ کے دل میں حکمرانوں اور مالداروں کا ذرہ برابر رعب نہیں تھا...... آج کے کئی علماء مستقل طور پر دنیاداروں کے نرغے میں ہیں...... اور حکومتی عہدیداروں کو بھی وافر گھاس ڈالتے ہیں...... مگر ہمارے حضرت ان دونوں طبقوں سے بالکل آزاد رہے...... ورنہ بڑے مالدار تو علماء کرام کے مزاج اور نظریات تک پر اثر انداز ہو جاتے ہیں...... ہمارے حضرت کے دل میں اللہ تعالیٰ کا بے حد خوف تھا...... ان کا ہر فیصلہ اور ہر قدم اسی خوف اور خشیت کے گرد گھومتا تھا...... ٹھیک ہے ان کی کتابیں بہت زیادہ نہیں ہیں...... مگر ہم نے ان کے گھر میں دنیاداری کو چھلکتے اور ابلتے نہیں دیکھا...... وہ لاکھوں روپے کے ہدیئے ٹھکرا دیتے تھے...... اور بعض اوقات ان کے گھر میں مہمانوں کو چائے پلانے تک کی استطاعت نہیں ہوتی تھی...... کراچی کے ایک نیک عالم حضرت مولانا محمد حسین صدیقی صاحب نے بھی حضرتؒ کی سوانح مرتب کی ہے...... مگر اس میں تو حضرتؒ کو ایک دائرے میں محدود کرنے کی دانستہ کوشش صاف نظر آتی ہے...... کاش صدیقی صاحب مدظلہ کچھ وسعت قلبی اور تحقیق سے کام لیتے تو ان کی یہ کتاب ان کے لئے زیادہ بہتر سرمایۂ آخرت ہوتی...... حد سے بڑھی ہوئی مالداری اور اس میں مشغولیت علماء کرام کے لئے ایک فتنہ ہے...... اپنی اولاد کی شاندار اور اسراف زدہ شادیاں علماء کرام کے لئے فتنہ ہے...... اپنے گرد غریبوں اور فقیروں کی جگہ بڑے مالداروں کو رکھنا علماء کرام کے لئے ایک فتنہ ہے...... ہاں اگر یہ مالدار پوری طرح سے علماء کرام کے تابع ہوتے...... اور انہوں نے اپنی حد سے بڑھی ہوئی دنیاداری میں کچھ کمی کی ہوتی...... اور ان میں بھی اخلاق نبوی پیدا ہوئے ہوتے تو پھر بہت اچھا تھا...... بہت ہی اچھا...... مگر وہ تو بینکوں پر بینک فیکٹری پر فیکٹری...... اور کوٹھی پر کوٹھی بناتے جا رہے ہیں...... اور الٹا وہ علماء کرام کو دنیا کے تقاضے بھی سمجھاتے اور سکھاتے ہیں...... اور علماء کرام کے گھروں تک پر اثر انداز ہوتے ہیں...... کیا یہ سب کچھ ٹھیک ہے؟...... کیا اس سے جہاد اور حق گوئی متاثر نہیں ہوتی...... کیا اس کی وجہ سے قربانی کا جذبہ سرد نہیں پڑتا...... بہر حال یہ ایک دردناک پہلو ہے...... الحمدللہ ہماری آنکھوں نے ایسے علماء کرام کی زیارت کی ہے جو ان چیزوں سے آزاد تھے...... اور ان کے نزدیک ’’پروٹوکول کلچر‘‘ ایک غلاظت کی طرح ناپسندیدہ تھا...... ہمارے حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ علماء کرام کے اس مبارک اور محفوظ طبقے کے سرخیل تھے...... اور حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانیؒ...... اور حضرت مفتی عبدالستار صاحبؒ اس طبقے کی شان تھے...... مالدار مسلمان تو دراصل رحم کے قابل ہیں...... وہ دنیا میں بری طرح سے پھنس چکے ہیں...... اور مزید پھنستے چلے جا رہے ہیں...... ان لوگوں کی قسمت میں جہاد اور شہادت بہت کم...... اور دین کی خاطر کوئی قربانی نہ ہونے کے برابر ہے...... یہ ٹھیک ہے کہ حضرات صحابہ کرام میں بڑے بڑے مالدار حضرات موجود تھے...... مگر وہ اگلی صفوں میں جا کر جہاد کرتے تھے...... ان کا مال اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں کام آتا تھا...... اور ان کی مالداری خود ان کے لئے اور مسلمانوں کے لئے رحمت تھی...... وہ اگر کروڑوں کماتے تھے تو کافروں کے بینکوں میں جمع نہیں کراتے تھے...... بلکہ پورے کے پورے تجارتی قافلے کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے...... مگر آج کا مسلمان سرمایہ دار تو دین سے بے زار ہے...... اور جو دیندار ہیں ان میں سے اکثر کی بس یہی خواہش ہے کہ مسلمان ہر میدان میں کافروں کے

شانہ بشانہ کھڑے ہوجائیں......ان حالات میں ایسے علماء اور داعیوں کی ضرورت ہے جو......اپنے دل کو دنیاوی اغراض سے پاک کر کے مسلمان مالداروں سے مخاطب ہوں......اوران کی اصلاح کی فکر ایسے انداز میں کریں کہ خود ان کے دل میں ان مالداروں کا رعب نہ ہو...... اللہ کرے طلبہ کرام میں ایسے افراد تیار ہوں......جو فقیری اور مسکینی کی قدر ومنزلت کو سمجھتے ہوں......اور دنیا کی چمک اور پروٹوکول کو بے حقیقت سمجھتے ہوں......

میرے سامنے حضرتؒ کے مضامین کا مجموعہ موجود ہے......کتاب کا نام ''انتخاب مضامین مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ'' ہے......یہ کتاب مکتبہ فاطمیہ، پیٹروڈی سوزا روڈ'' گارڈن ایسٹ نے شائع کی ہے......اور مکتبۃ الحبیب، بنوری ٹاؤن، کتاب مارکیٹ کراچی میں دستیاب ہے......کتاب کا حرفِ آغاز خود مرتب جناب مولانا فصیح احمد نے تحریر فرمایا ہے......انہوں نے کئی اچھی باتوں کے علاوہ حضرتؒ کے کم لکھنے کا رونا بھی رویا ہے......جو اس موقع پر بے جا ہے......اکابر کی زندگی میں کوئی بڑا یا چھوٹا انہیں یہ مشورہ دے تو یقیناً یہ ''نصیحت'' کے زمرے میں آئے گا......اور ہر انسان ''نصیحت'' کا محتاج ہے......مگر ان کی وفات کے بعد اس طرح کی باتیں......اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ایک طرح کا ''تبرّا'' محسوس ہوتا ہے......اپنے ''ذوقیات'' پر اس قدر مضبوط ایمان کوئی اچھی بات نہیں ہے......بہرحال مولانا فصیح احمد ہم سب کے محسن اور شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اتنا جلیل القدر تحفہ ہم تک پہنچایا ہے......کتاب کا ابتدائیہ حضرتؒ کے صاحبزادے ڈاکٹر مسعود حسن صاحب نے بہت خوبصورت تحریر فرمایا ہے......''ابتدائیہ'' کے بعد حضرتؒ کی مختصر سوانح حیات استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے قلم سے ہے......حضرت ڈاکٹر صاحبؒ منجھے ہوئے قلمکار اور مصنف تھے انہوں نے مختصر سے مضمون میں کافی باتوں کا احاطہ فرمایا ہے......اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے......کتاب کے صفحہ ۱۷ سے حضرتؒ کے مضامین، مقالات اور فتاویٰ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے......حضرتؒ کے درج ذیل مضامین اس مجموعہ میں شامل ہیں:

۱ اس دور کا عظیم فتنہ

۲ احکام شرعیہ میں رائے عامہ کی حیثیت

۳ اسلامی قانون میں حد کا تصور

۴ مرزا غلام قادیانی کو مجدد ماننے والوں کا حکم

۵ قادیانیوں کے ساتھ موالات

۶ کفریات پرویز

۷ رافضی کی نماز جنازہ

۸ فرمان مصطفوی کے نام سے شائع شدہ اشتہار کا حکم

۹ مغربی ممالک میں اوقات نماز سے متعلق ایک اہم استفتاء

۱۰ نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام

۱۱ عید الفطر

۱۲ ذبح کا مسنون طریقہ اور مشینی ذبح کے متعلق مسائل

۱۳ زکوٰۃ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب

۱۴ طلاق ثلاثہ

۱۵ عائلی قوانین (پوتا پوتی نواسا نواسی کی وراثت)

۱۶ نقد و تبصرہ بر کتاب مجموعہ قوانین اسلام

۱۷ اسلام اور بیمہ انشورنس

۱۸ پاک و ہند کے حجاج کے لئے میقات کا مسئلہ

۱۹ زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس نہیں

۲۰ مستدرک حاکم کی ایک حدیث

۲۱ جواہر حدیث

۲۲ رمضان اور قرآن

۲۳ مساجد کی شرعی حیثیت

۲۴ رجم

۲۵ زمین اور اس کے مسائل اسلامی اور معاشی نقطہ نظر سے

۲۶ عظیم سانحہ

۲۷ محدث العصر (حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ)

۲۸ مولانا محمد شاہ امروٹی

۲۹ میدان علم و سیاست کا شہسوار

۳۰ چوں کفر از کعبہ برخیزد

ان مضامین میں سے بعض تو علماء کرام کے لئے مفید ہیں جبکہ اکثر مضامین عوام و خواص سب کے لئے بہت نفع مند ہیں...... دینی مدارس کے طلبہ کرام سے میری پرزور درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کے مضمون نمبر ۲۷ ''محدث العصر'' کا ضرور اور جلد مطالعہ فرمائیں......ان شاء اللہ یہ مضمون آپ پر علم، تحقیق اور عمل کا ایک عجیب دروازہ کھولے گا...... مالدار طلبہ اس مضمون کی فوٹو کاپیاں کرا کے غریب طلبہ بھائیوں کو ہدیہ کر دیں......دل چاہتا ہے کہ کتاب کے اس تعارف میں حضرتؒ کی بعض عبارات بھی آخر میں شامل کی جائیں......ایسی عبارات تو بہت زیادہ ہیں......مگر بطور نمونہ ایک دو عبارتوں کو یہاں نقل کیا جاتا ہے......

حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث کا آخری جملہ ہے

''ومن ابطا به عمله لم یسرع به نسبه''

جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔

حدیث شریف کا یہ جملہ بھی بڑا معنی خیز ہے اور ایک بڑی حقیقت بیان کی جارہی ہے۔ انسان ایک عرصہ تک اس وہم میں مبتلا رہا کہ نسب وحسب اس کی نجات کا ضامن ہے، یہود کا تو مستقل نعرہ تھا کہ

''نحن ابناء الله واحباء ہ''

ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں۔ قرآن کریم نے ان کے اس جاہلانہ تصور کی بار بار تردید کی ہے اور واشگاف الفاظ میں اظہار کیا کہ مدارِ نجات عمل ہے نسب نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی حقیقت کو بیان فرمارہے ہیں اور ذہن نشین کرارہے ہیں کہ عمل سے بلند درجات نصیب ہوتے ہیں۔ جو شخص کوتاہ عملی کی وجہ سے بلند درجات حاصل نہ کرسکا تو اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اس راز کا دنیا میں بھی ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ جو لوگ لگن، محنت سے کام کرتے ہیں وہ مقصود حاصل کر لیتے ہیں اور عالی نسب جو صرف اپنی نسبتوں پر فخر ومباہات کرتے ہیں، کام، محنت سے جی چراتے ہیں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں، جب دنیا میں نسب کام نہیں آتا تو آخرت میں کیا کام دے گا''۔ (ص ۳۰۵)

حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں:

''تابعی جلیل حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو جب مشہور ظالم حجاج بن یوسف ثقفی نے شہید کیا تو اس زمانہ کے ایک شیخ نے کہا تھا

''لقد مات سعید بن جبیر وما علی ظهر الارض احد الا وهو محتاج الی علمه''

(سعید بن جبیر ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ روئے زمین کا ہر شخص ان کے علم کا محتاج ہے)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قتل وشہادت کا واقعہ ۹۵ھ کو پیش آیا۔ جب کہ پہلی صدی بھی ختم نہیں ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں تاب کو دیکھنے والے چند نفوس باقی تھے، تابعین کی بڑی تعداد علم وعرفان کی شمع فروزاں کئے ہوئے تھی، محدثین کبار اور فقہاء عظام کے حلقہ ہائے درس کی وجہ سے حدیث وفقہ کے چرچے عام تھے، زہد واتقا عام مسلمانوں کا شعار تھا لیکن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک بجلی تھی جو امت مسلمہ کے ایوان پر گری اور اس سے یہ ایوان متزلزل ہوگیا، ہر شخص نے اس کو محسوس کیا اور آہ وفغاں کا ایک سیلاب عالم اسلام کے قلوب کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ وجہ بالکل ظاہر ہے کہ اس وقت کچھ فتنے عالم اسلام کی پرسکون اور حیات آفرین سطح پر ابھر رہے تھے۔ اعتزال، رفض اور تشیع، خروج جنم لے رہے تھے۔ پھر سب سے بڑا فتنہ تو حجاج کا ظلم اور اس کی سفاکیاں تھیں۔ ان سارے فتنوں کا مقابلہ حضرت سعید بن جبیر مردانہ وار کررہے تھے، ان کے وجود سے لوگوں کو بڑی ڈھارس تھی۔ قدرتی طور پر ان کی شہادت لوگوں پر بڑی شاق گزری۔ اور اب تو فتنے ہی فتنے ہیں۔ سارا عالم فتنوں سے گھرا ہوا ہے اور سب سے بڑا فتنہ تو یہ ہے کہ مسلمان دین ومذہب سے کوسوں دور نکلے جارہے ہیں۔ (ص ۳۷۶)

حضرتؒ کی اس عبارت میں بھی یہی درد چھپا ہے کہ...... مسلمانوں کو ہر دور میں ایسے علماء کرام کی ضرورت رہی ہے جو ظلم سے ٹکرانے والے اور

قربانی دینے والے ہوں......اللہ تعالیٰ مولانا فصیح احمد صاحب کو بہت جزائے خیر عطاء فرمائے......اور انہیں حضرتؒ کے دیگر مضامین کو بھی جمع کرنے کی توفیق عطاء فرمائے......امید ہے کہ دین کی غیرت رکھنے والے مسلمان اس کتاب کو حاصل کریں گے......اور اپنی راتوں، اپنے اوقات اور اپنے ایمان کو اس کتاب سے مہکائیں گے......

و صلی اللّٰہ علی النبی الامی و علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا

(ماخوذ از: رنگ و نور . جلد سوم)